بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شیخ فیض علی صابر مہتمم و منیجر

محمد افضل ایڈیٹر

ضوابط و شرح قیمت

(۱) البدر ہفتہ وار اخبار ہر جمعہ کے دن قادیان دار الامان سے شائع ہوتا ہے اس مین بنی نوع انسان کی نجات اور آرام کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزانہ حالات اور تقریرین حکیم نور دین صاحب اور دیگر اطباء کے عمدہ اور مجرب نسخہ جات اور دوسری عمدہ اور چیدہ مضامین اور خبرین ہوتی ہین احمدیہ جماعت کے واسطے اپنے دوستون اور خویش اقارب کو تبلیغ کرنیکا بہت عمدہ ذریعہ ہے کہ وہ انکے نام پرچہ جاری کرا دین

(۲) بہ این غرض کہ ہر ایک حیثیت کا آدمی اسی باسانی خرید کر مستفید ہو اس کی قیمت ہندوستان مین ؏ اور فارن ممالک مین ؏ سالانہ رکھی گئی ہے اور لوکل خریدارون سے ۱۲؍ سالانہ

(۳) روسائے اور دیگر اہل وسعت احباب سے کوئی خاص قیمت مقرر نہین وہ اپنی خداداد نعمت مین سے علی قدر مراتب بہ نیت حصول ثواب رضائے الٰہی اس کار خیر مین ہاتھ بٹانیکی غرض سے جو کچھ مرحمت کرینگے وہ تشکر یہ کے ساتھ قبول کیا جاوے گا۔

(۴) درخواست خریداری یا تو نقد قیمت کے ساتھ یا باجازت وی پی آنی چاہیے (۵) ہر ایک جواب طلب امر کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ حسب ضرورت آنا چاہیے ورنہ تعمیل نہ ہوگی (۶) نمونہ کا پرچہ ٹکٹ وصول ہونے پر روانہ ہوتا ہے (۷) سلسلہ احمدیہ کی تائید مین ہر ایک مضمون بشرطیکہ ایک کالم سے زیادہ نہو طبع ہوسکتا ہے طویل مضامین خود صاحب مضمون بطور ضمیمہ کے اپنے اخراجات پر بہت ارزان طبع کروا سکتے ہین (۸) اشتہارات کی اجرۃ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت بپابندی ہدایت بمنزہ کرنا چاہیے (۹) مقام اور پتہ کی تغیر و تبدل کی اطلاع اور ہر ایک قسم کی خط و کتابت بنام محمد افضل و فیض علی صابر دفتر البدر قادیان ضلع گورداسپور ہونی چاہیے خط و کتابت مین نام اور پتہ مفصل اور خوشخط ہونا چاہیے (۱۰) جن احباب کی خدمت مین یہ پرچہ بلا درخواست پہنچتا ہے وہ اس کی خریداری کی منظوری یا نامنظوری سے کارخانہ کو جلد اطلاع دیکر مشکور فرماوین

نمبر ۱ قادیان دار الامان ۔ ۳۰ شوال ۱۳۲۰ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۰۳ء بروز جمعہ جلد اول

البدر

البدر کے ضابطہ نمبر ۳ مین ہم نے یہ لکھا ہے کہ روساء اور دیگر اہل وسعت احباب سے کوئی خاص قیمت مقرر نہین ہے وہ اپنی خداداد نعمت مین سے علی قدر مراتب بہ نیت حصول ثواب رضائے الٰہی اس کار خیر مین جو کچھ مرحمت کرین گے وہ تشکریے کے ساتھ قبول کیا جاویگا۔

پہلی نظیر ہمارے مکرم جناب سید مظہر علی صاحب علاقہ مدراس سے ہین جنہون نے البدر کی قیمت ؏ کے بجائے ۱۰؍ ادا کی ہے۔

دوسری نظیر۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہین جو کہ ؏ کے بجائے ۱۰؍ ارسال فرماتے ہین+

خدا تعالیٰ ہمارے ہر دو مہربانون کو جزائے خیر عطا کرے اور ہمارے دوسرے احباب کو بھی ایسی توفیق عطا کرے+

قابل تقلید نمونہ ۔ مستری احمد دین صاحب بھیرہ سے فرماتے ہین کہ میرے نام آپ دو پرچہ اخبار روانہ کیا کرین کیونکہ ایک تو مین خود رکھتا ہون اور ایک دوسرے احباب کو دکھانے کے واسطے چاہتا ہون تاکہ ان کو نفع پہونچے+

درس قرآن اور مبائعین کے نام

جب پیشتر ہم نے نمونہ کا پرچہ بنام القادیان شائع کیا تھا تو اس وقت بھی ہم کو اس قسم کے خطوط پہونچے تھے کہ اس نئے اخبار مین درس قرآن ضرور ہو۔ پھر ابھی ہمارے ہمارے احباب اس پر اصرار فرماتے ہین اور بعض تحریر کرتے ہین کہ قادیان سے جو دو پرچہ اخبار کے نکلتے ہین ان مین ضرور الگ الگ مضمون چاہئین اس امر کو بھی اور نیز اپنے احباب کو زیادہ فائدہ رسانی کی نیت سے اب ہمنے آئندہ یہ التزام کیا ہے کہ ڈائری کے ساتھ ایک حصہ حضرۃ حکیم الامت نور الدین صاحب کے درس قرآن کا ہوا کرے کہ جس کی ازحد اشتیاق احباب کو ہے اور ایک کالم بیعت کار کھا جاوے کہ جسکے لئے اکثر دفعہ ہمین فرمائش کی گئی ہے

درس قرآن مین ہر ایک آیت کا ترجمہ نہ ہوا کریگا سوائے چند ایک آیات کے کہ جس کے ترجمے کی واقعی ضرورت ہو۔ ہان جو لغت درس مین بتلائی جاوے گی اور جو تقریر کسی لفظ یا آیت کے متعلق حکیم صاحب کی ہوا کرے گی وہ درج ہوا کرے گی+

البدر ۔ زبان حال سے اپنے ناظرین کو عید کی مبارکباد دیتا ہے اور اپنی ابتدائی اور موجودہ حالت کو پیش کر کے درخواست کرتا ہے کہ میری اشاعت کی طرف اور مجھے احمدیہ اور غیر احمدیہ احباب سے تعارف کرانے مین خاص توجہ کی جاوے اور کوشش فرمائی جاوے۔ میری موجودہ حالت یہ ہے کہ

درختے کہ اکنون گرفت است پائے
بہ نیروئے شخصے بر آید ز جائے

عید کی تقریب پر جہان ہر ایک قسم کا سر انجام خوشی کیا گیا ہے وہان ایک یہ بھی کیا جاوے کہ میرا ہر ایک خریدار اس تقریب پر مجھے ایک ایک خریدار دیوے۔ مین احمدی قوم کا ارزان سے ارزان خادم ہون اور اس سے سستا خادم بایں حیثیت سر دست نہین ملسکتا۔ قلت اشاعت کے بادل میرے سامنے گھرے ہوئے ہین اگر موجودہ ناظرین کی سعی اور کوشش کی ہوائین چلین تو یہ سب بادل دور ہو جاوین گے اور مین اپنی روشنی کو پورے ضیا اور نور کیساتھ صفحہ روزگار پر پہنچا سکون گا۔ وباللہ التوفیق

عملی شکریہ پر عملدر آمد ۔ البدر کے صفحہ ۱۴ پر ہم نے لکھا تھا کہ جن دو احباب نے البدر کے خریدار پیدا کر نے مین بڑی کوشش فرمائی ہے اور ایک صاحب نے ۱۳ اور ایک صاحب نے ۲ خریدار بہم پہنچائے ہین۔ ان کے شکریے مین ہم البدر کے دو پرچے الیہ دو احباب کے نام تیرہ تیرہ آنے سالانہ کے حساب مین جاری کر دینگے جو کہ ؏ مین البدر کو نہین خرید سکتے ہماری اس اشتہار کیمواقف ہمین ۱۳؍ ایک صاحب دانہ سے ارسال کرتے ہین اور ان کے نام پرچہ جاری کیا جاتا ہے اور دوسرے ایسے خریدار کی انتظار ہے+

مورخہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء بروز شنبہ

فجر اس وقت تشریف لاکر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک اور الہام بھی مجھے ہوا ہے جو یاد آیا اور وہ یہ ہے **یریدون ان یطفؤ نورک یریدون ان یتخطفو عرضک ۔ انی معک و مع اھلک** ۔ خدا معلوم یہ شائع ہوا کہ نہیں اصحاب نے عرض کی کہ حضور شائع ہوگیا ہوا ہے (دیکھو البدر صفحہ ۱۰ کالم ۲) پھر نماز باجماعت ادا کرکے حضرت اقدس تشریف لے گئے۔

ظہر اس وقت کی نماز حضرة اقدس نے باجماعت ادا کی اور کوئی قابل اشاعت بات نہیں ہوئی ✦

عصر اس وقت تشریف لاکر حضرة اقدس نے بیان فرمایا کہ اخبار عام میں ان مقدموں کے حالات شائع ہوگئے ہیں اور ہمارے مقدمہ کو کھول کر نہیں بیان کیا بلکہ دبی زبان سے بیان کیا ہے پھر ذکر کیا کہ یہ الہام **یریدون ان یطفؤ نورک یریدون ان یتخطفو عرضک** اس کی ہمیں کیا خبر تھی کہ وہ ان واقعات کے متعلق ہیں ۔ تخطف کے معنے اچک کر لیجانا ہے اس اثنا میں ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر سے تشریف لائے اور حضرت اقدس سے نیاز حاصل کی ۔ حضرت اقدس نے امرتسر کے حالات اور رسل بابا کی طاعونی موت کی نسبت دریافت کیا۔

پھر قادیان کے اخباروں کی نسبت فرمایا کہ یہ بھی وقت پر کیا کام آتے ہیں الہامات وغیرہ جھٹ چھپ کر ان کے ذریعے سے شائع ہو جاتے ہیں ورنہ اگر کتابوں کی انتظار کی جاوے تو ایک ایک کتاب کو چھپتے بھی کتنی دیر لگ جاتی ہے اور اس قدر اشاعت بھی نہ ہوتی ۔ پھر عصر کی نماز ادا کرکے حضرة اقدس تشریف لے گئے ۔

مغرب و عشا حضرت اقدس حسب معمول بعد ادائے نماز مغرب باجماعت کچھ عرصے کے بعد تشریف لائے ایک شخص نے آپ سے بیعت کی اور یورپ کی لامذہبی کے متعلق فرمایا کہ عیسائی مذہب کی عمارت تو گرنی شروع ہوگئی ہے عنقریب سوائے پادریوں کے اور سب لامذہب کہلائینگے اور کوئی ذکر نہیں ہوا حضرت اقدس نماز باجماعت ادا کرکے تشریف لے گئے ۔

۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء بروز یکشنبہ

آج کی پانچوں نمازیں حضرت اقدس نے باجماعت اپنے اپنے وقت پر ادا کیں اور سوائے مغرب و عشا کے مابین کی مجلس کے کچھ بھی مجلس اور ذکر قابل اشاعت نہیں ہوا ۔

عشا دولت سرا سے تشریف لاکر حضرة اقدس نے ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسری اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر (یہ ہر دو صاحبان قادیان کی مسجد میں آج کل معتکف ہیں) کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اعتکاف میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اندر ہی بیٹھا رہے اور بالکل کہیں آئے جائے ہی نہ ...... چھت پر دھوپ ہوتی ہے وہاں جاکر آپ بیٹھ سکتے ہیں کیونکہ نیچے یہاں سردی زیادہ ہے ۔ اور ہر ایک ضروری بات کر سکتے ہیں ۔ ضروری امور کا خیال رکھنا چاہیے اور یوں تو ہر ایک کام (مومن کا) عبادت ہی ہوتا ہے ۔

پھر جہاد کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اب تلوار سے کام لینا تو اسلام پر تلوار مارنی ہے اب تو دلوں کو فتح کرنے کا وقت ہے اور یہ بات جبر سے نہیں ہوسکتی ۔ یہ اعتراض کہ آنحضرت نے پہلے تلوار اٹھائی بالکل غلط ہے تیرہ برس تک آنحضرت صلعم اور صحابہ صبر کرتے رہے پھر باوجود اس کے کہ دشمنوں کا تعاقب کرتے تھے مگر صلح کے خواستگار ہوتے تھے کہ کسیطرح جنگ نہ ہو ۔ اور جو مشرک قومیں صلح اور امن کی خواستگار ہوئیں ان کو امن دیا جاتا اور صلح کی جاتی ۔ اسلام نے بڑے بڑے پیچوں سے اپنے آپ کو جنگ سے بچانا چاہا ہے ۔ جنگ کی بنیاد کو خود خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ چونکہ یہ لوگ بہت مظلوم ہیں اور ان کو ہر طرح سے دکھ دیا گیا ہے اس لئے اب اللہ تعالیٰ اجازت دیتا ہے کہ یہ بھی اُن کے مقابلہ پر لڑیں ۔ ورنہ اگر تعصب ہوتا تو یہ حکم ہوتا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ دین کی اشاعت کے واسطے جنگ کریں ۔ لیکن ادہر حکم دیا کہ **لا اکراہ فی الدین** (یعنی دین میں کوئی زبردستی نہیں) اور ادہر جب نہایت درجہ کی سختی اور ظلم مسلمانوں پر ہوئے تو پھر مقابلہ کا حکم دیا ✦

دین اسلام ایسا دین ہے کہ اگر خدا ہمیں عمر اور فرصت دے تو چند ایام میں ان لوگوں کو معلوم ہو جاویگا کہ کیسا میٹھا اور بہترین دین ہے کمالات تو انسان کو مجاہدات سے حاصل ہوتے ہیں مگر جن کو سہل سمجھ رکھا ہے کہ مسیح کے خون کا بدل گیا) وہ کیوں محنت کریگا اگر مسیح کے خون سے کامیابی ہے تو پھر ان کے لڑکے امتحان پاس کرنے کے واسطے کیوں مدرسوں میں محنتیں اور کوششیں کرتے ہیں چاہیے کہ وہ تو صرف خون پر بھروسہ رکھیں اور اس سے کامیاب ہوں اور کوئی محنت نہ کریں اور مسلمانوں کے بچے محنتیں کر کر کے اور ٹکریں مار مار کر پاس ہوں ۔ اصل بات یہ ہے **لیس للانسان الا ما سعی** اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک انسان جب اپنے نفس کو مطالعہ کرتا ہے تو اسے فسق و فجور وغیرہ معلوم ہوتے ہیں آخر وہ یقین کی حد پر پہونچکر ان کو ترک کرتا ہے ۔ لیکن جب خون مسیح پر مدار ہے تو پھر مجاہدات کی کیا ضرورت ہے ان کو جھوٹی تعلیم سچی ترقیات سے روک رہی ہے سچی تعلیم والا دعائیں کرتا ہے کوششیں کرتا ہے آخر دوڑتا دوڑتا ہاتھ پاؤں مارتا ہوا منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے جب یہ بات اُن کی سمجھ میں آ ویگی کہ یہ سب باتیں قصہ کہانی ہیں (اور ان سے کوئی آثار اور نتائج مرتب نہیں ہوتے) اور ادہر سچی تعلیم کی تخم ریزی کے ساتھ برکات ہوں گی تو یہ لوگ خود سمجھ لیویں گے ! انسان کھیتی کرتا ہے اس میں بھی محنت کرنی پڑتی ہے اگر ایک ملازم ہے تو اُسے بھی محنت کا خیال ہے غرضکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر کوشش میں لگا ہے اور سب کا ثمرہ کوشش پر ہی ہے سارا قرآن کوشش کے مضمون سے بھرا پڑا ہے **لیس للانسان الا ما سعی** ان لوگوں کو جو دولت مین خونِ مسیح پر ایمان لاکر بیٹھے ہیں کوئی پوچھے کیا حاصل ہوا مردوں یا عورتوں نے خون پر ایمان لاکر کیا ترقی حاصل کی یہ باتیں ہیں جو بار بار ان کے کانوں تک پہنچانی چاہئیں یہ قصہ جھوٹا ہے کہ خدا پیٹ میں رہا پھر اسے کھسرا وغیرہ نکلی ہوگی طفولیت کے عالم میں ماں بھی کوئی دھول دھپا مار بیٹھی ہوگی ۔ لڑکوں میں کھیلتا ہوگا وہاں بھی مار کھاتا ہوگا اب اس نظارہ کو کوئی دیکھے کہ بڑا ہو کر بھی مار کھاتا رہا اور چھوٹا تھا تو بھی طمانچے پڑتے رہے ۔ پھر نماز پڑھکر حضرت تشریف لے گئے

۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء بروز دوشنبہ

فجر اس وقت کی نماز حضرة اقدس نے باجماعت ادا کی

ظہر نماز سے پیشتر تھوڑی دیر حضرت اقدس نے مجلس کی اور دریافت فرمایا کہ ایک پرانا الہام ہے **وو نفس طاعون نہ ہوگا مگر پھر بھی** ما ما یہ شائع ہوا ہے کہ نہیں ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ حضور شائع ہوچکا ہے ۔

طاعون کے متعلق آپ نے فرمایا کہ بعض طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب غشی نہ ہو تو صرف گلٹی کے ساتھ جو بخار ہوتا ہے اور اس سے جو مرجاوے تو اصل میں اس کا نام اصل میں طاعون نہیں ہے بلکہ خاص طاعون کے دنوں میں یہ ایک مرض تشابہ بالطاعون ہوا کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی طاعون کا لفظ ایسی موتوں پر نہیں آسکتا جسمیں صرف گلٹی اور بخار ہو اور دوسرے علامات طاعون ہوں پھر فرمایا کہ گذشتہ شب کو ۲ یا ۳ بجے یہ الہام ہوا اور بڑے زور کے ساتھ ہوا۔

یاتی علیک زمن کمثل زمن موسٰی

اتنے برس سے یہ سلسلہ ہمارا جاری ہے مگر یہ الہام کبھی نہیں

ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر طیاری ہوئی ہو مولویوں کے احادیث پیش کرنے پر فرمایا کہ اپر ایسا وثوق تو نہیں ہونا چاہیئے کلام الہی پر کیونکہ خواہ کچھ ہی ہو پھر بھی وہ مس انسان سے تو خالی نہیں مگر خدا تعالے جس کی تنقید کرتا جاوے وہ صحیح ہوتا جاویگا اگر احادیث مین نزول مسیح کا ذکر تھا تو دیکھئے قرآن شریف مین وقفینا من بعدٖ بالرسل موجود ہے جو کہ اصل حقیقت کو واضح کر رہا ہے مولویون نے اس بات کو نہین سمجھا اور اور طرف دوڑ رہے ہین مسیح کے معنے بہت سیر کرنیوالا - اب ان سے کوئی پوچھے کہ جب وہ آسمان پر ہے تو اس نے سیر کہان کی ہوگی اور لفظ مسیح کے معنے اوس پر کیسے صادق آوین گے ایک طرف اوسے آسمان پر بٹھاتے ہین دوسری طرف سیاح کہتے ہین تو اس کی سیاحت کا وقت کونسا ہوا

عصر اس وقت کی نماز حضرت اقدس نے باجماعت ادا کی +

مغرب وعشا۔ بعد ادائے نماز مغرب باجماعت حضرت اقدس حسب معمول دولت سرا سے تشریف لائے - اور حضرۃ اقدس کے تشریف لاتے ہی ہماری مکرم مخدوم ابوسعید عرب صاحب نے جو رنگون سے آئے ہوئے ہین سوال کیا۔ مسیح کی ولادۃ کے متعلق کیا بات ہے وہ بن باپ کس طرح پیدا ہوئے مسیح بے پدر. حضرت اقدس نے جواباً فرمایا اذا قضٰی امرًا فانما یقول لہ کن فیکون

ہم اسبات پر ایمان لاتے ہین کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے اور قرآن شریف سے بھی ثابت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرۃ مسیح یہود کے واسطے ایک نشان تھے جو ان کی شامت اعمال سے اس رنگ مین پورا ہوا زبور اور دوسری کتابون مین لکھا گیا تھا کہ اگر تم نے اپنی عادۃ کو نہ بگاڑا تو نبوت تم مین رہے گی مگر خدا تعالے کے علم مین تھا کہ یہ اپنی حالت کو بدل لین گے اور شرک و بدعت مین گرفتار ہو جاینگے جب انہون نے اپنی حالت کو بگاڑا تو پھر اللہ تعالی نے اپنے وعدے کے موافق یہ تنبیہی نشان ان کو دیا اور مسیح کو بن باپ پیدا کیا۔

بن باپ ہونے کا سِرّ اور بن باپ پیدا ہونے کا سِر یہ تھا کہ چونکہ سلسلہ نسب کا باپ کی طرف ہوتا ہے تو اس طرح گویا سلسلہ منقطع ہو گیا اور اسرائیلی خاندان کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی کیونکہ وہ پورے طور سے اسرائیل کے خاندان سے نہ ہوے

مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مین بشارت ہے اس کے دو ہی پہلو ہین نبی ایک تو آپ کا وجود ہی بشارت تھا کیونکہ بنی اسرائیل کے خاندان نبوت کا خاتمہ ہو گیا دوسرے زبان سے بھی بشارت دی۔

یعنی آپ کی پیدائش مین بھی بشارۃ تھی اور زبانی بھی انجیل مین بھی مسیح نے باغ کی تمثیل مین اس امر کو بیان کر دیا ہے اور اپنے آپ کو مالک باغ کے بیٹے کی جگہ ٹھیرایا ہے۔ بیٹے کا محاورہ انجیل اور بائیبل مین عام ہے اسرائیل کی نسبت آیا ہے کہ اسرائیل فرزند من بلکہ نخست زادۂ من است آخر اس تمثیل مین بتایا گیا ہے کہ بیٹے کے بعد وہ مالک خود آکر باغبان کو ہلاک کر دے گا اور باغ دوسرون کے سپرد کر دے گا یہ اشارہ تھا اس امر کی طرف کہ نبوت ان کے خاندان سے جاتی رہی پس مسیح کا بن باپ ہونا اس امر کا نشان تھا+

پھر سوال کیا کہ مسیح کے بن باپ پیدا ہونے پر عقلی دلائل کیا ہے؟ فرمایا آدم کے بن باپ پیدا ہونے پر کیا دلیل ہے اور عقلی امتناع بن باپ پیدا ہونے مین کیا ہے؟ ✲

عقل انسان کو خدا سے نہین ملاتی بلکہ خدا سے انکار کراتی ہے پکا فلسفی وہ ہوتا ہے جو خدا کو نہین مانتا بھلا آپ سوچکر دیکھین کہ اس بات مین عقل ہمین کیا بتلاتی ہے کہ جو کچھ ہم بول رہے ہین یہ کہان جاتا ہے کیا کسی جگہ بند ہوتا ہے یا یون ہی ہوا مین اڑ جاتا ہے عقل کے جسقدر ہتھیار ہین وہ سب نکمے ہین۔ مگر ہم خدا تعالیٰ کے وعدون اور نشانون کو دیکھتے ہین تب یقین کرتے ہین کہ خدا ہے ایک فلسفی اگر بہت خوض اور تدبر کے بعد کوئی نتیجہ نکالیگا تو صرف اس قدر کہ ایک خدا ہونا چاہیئے۔ مگر ہے اور ہونا چاہیئے مین بہت بڑا فرق ہے۔ مثلاً ہم کہین کہ اگر دو آنکھین ہماری آگے ہین تو دو اور پیچھے کی طرف بھی ہونی چاہیئں نہین کہ انسان پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا اور اگر کوئی دشمن پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تو وہ اپنی حفاظت کر سکتا۔ مگر ہم دیکھتے ہین کہ پیچھے کی طرف آنکھین نہین ہین۔ اسیطرح ہے ہونا چاہیئے اور ہے مین بہت فرق ہے غرضیکہ عقل سے بالکل خدا کا وجود ثابت نہین ہو سکتا۔

عرب صاحب نے کہا کہ اسلام کا کوئی مسئلہ عقل کے خلاف نہین۔ حضرت اقدس نے فرمایا یہ سچ ہے ہم یہ نہین کہتے کہ عقل بالکل نکمی شے ہے اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے روٹی کے ساتھ سالن کہ اس کے سہارے انسان کھانا خوب کھا لیتا ہے ایسے ہی عقل ہے کہ اس سے ذرا (معرفت خدا مین) مزا آجاتا ہے ورنہ یون عقل اس میدان مین بڑی نکمی ہے۔ خدا کی معرفت دوسرے حواس سے ہے کہ جسمین یہ عقل کوئی کام نہین کرتی نہ تسلی دیتی ہے ایک ناکارہ ہتھیار کی طرح ہے۔

عرب صاحب نے سوال کیا یہ ہم تو مان لیوین مگر دوسرے آدمی کو کیسے سمجھا دین کہ اور حواس ہین+

حضرت اقدس نے فرمایا کہ غیر کو ہم یہ جواب دیوینگے کہ جو لوگ ایسی بات کے اہل ہین ان کی صحبت مین رہو کہ ان کو پتہ لگے کہ ان حواس کے علاوہ اور حواس بھی انسان کے اندر ہین خدا کی معرفت کا ان سے پتہ لگتا ہے۔ اور اور امور بھی ہین جنپر انسان ایمان لاتا ہے مثلاً روح ملائک اب عقل ان کے متعلق کیا بتلا سکتی ہے روح کے بقا اور ملائکہ کے متعلق کیا دلیل لاؤ گے کوئی شے ظاہری طور پر ثابت شدہ تو ہے نہین آپ ہی بتلا دین کہ خدا۔ روح۔ ملائک ان ۳ مین عقل نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ جو کچھ کیا ہے سب اٹکل ہے اصل بات کوئی نہین اگر کہو علت العلل کے سلسلہ سے خدا کی معرفت تامہ ہوتی ہے تو یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ علت اور معلول کے سلسلہ کو تو دہریہ بھی مانتے ہین مگر پھر خدا کو نہین مانتے فلسفہ مین ورا کچھ جو رہتے ہین وہ خدا کا نام لیتے ہین ورنہ پکا فلسفی ضرور دہریہ ہوتا ہے حکیم نورالدین صاحب نے اس مقام پر حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ مجوسی لوگ اس دور تسلسل کو چرخہ اور زنجیر کہتے ہین اور انہین سے یہ مسئلہ لیا گیا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم تو یہی کہتے ہین کہ خدا کے وجود جیسا اور کوئی وجود روشن نہین ہے اس مقام پر حکیم نورالدین صاحب نے عرض کی کہ حضرت بہت دہریون کے ساتھ میرا اتفاق ملنے کا ہوا ہے۔ مگر ایک دہریہ مین نے نیا دیکھا اس کا یہ مقولہ ہے کہ خدا ایک ہستی ضرور ہے مگر اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گلاب کا پھول ہوتا ہے اور ایک اس کی جڑ جس سے وہ پھول نکلا ہوا ہوتا ہے اسیطرح خدا تو مثل جڑ کے ہے اور ہم وہ پھول ہین مگر پھول جڑ سے زیادہ عمدہ اور مفید ہوتا ہے۔ اسیطرح ہم خدا سے افضل اور برتر ہین دن بدن ترقی کر رہے ہین+

اس پر حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ اگر انکار ہو سکتا ہے تو مخلوق کے وجود کا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات کا تصرف ہر آن مین اس کے ہر ذرہ ذرہ پر اس قدر ہے کہ گویا اس کی ہستی کوئی شے ہی نہین ہے اور بلا اس کے تصرف کے ہم نہ کچھ بول سکتے ہین نہ کچھ کر سکتے ہین جو طالب حق ہے وہ ہماری صحبت مین رہے ہم کہتے ہین کہ خدا تعالےٰ ایسی ہی ذات ہے جن صفات سے قرآن شریف مین لکھا ہے ان صفات سے ہم اوسے ثابت کر کے دکھا دیوین گے۔ بڑی نادانی یہ ہے کہ ایک عالم کی بات کو وہ دوسرے عالم کے حواس سے ثابت کرنا چاہتے ہین

✲ یہ تقریر یہان تک عشا کے وقت الحکم سے نقل ہے ایڈیٹر ذرا دیر سے آیا تھا

حالانکہ روز مرہ مشاہدہ کرتے ہین کہ ایک حواس سے دوسرے حواس کا کام نہین لے سکتے۔ مثلاً آنکھ ناک کا اور کان آنکھ کا کام نہین دے سکتے۔ جب خارج مین یہ حالت ہے تو باطن مین وہ کیا کہہ سکتے ہین بات یہ ہے کہ انسان کو ایک اور حواس ملتے ہین تب یہ اللہ تعالےٰ کو شناخت کرسکتا ہے۔ بجز اس کے ہرگز نہیں کرسکتا۔ ایک دہریہ سے یہ سوال ہے کہ قبل از وقت طاقت اور اقتدار سے بھری ہوئی پیشگوئیان جو ہم کرتے ہین یہ کہان سے ہوتی ہین اگر کہو کہ یہ کوئی علم نہین ہے تو اوس علم کے ذریعے سے وہ بھی کرسکتا ہے کرکے دکھاوے ورنہ ماننا پڑیگا کہ ایک زبردست طاقت ہے جو الہام کر رہی ہے یہ پیشگوئیان جو کہ غیبوبیت کے رنگ اور طاقت اور اقتدار کے ساتھ ہوتی ہین ان سے بڑھکر اور کوئی نشان (خدا پر ایمان لانے کے واسطے) نہیں ہے نہ آسمان نہ زمین نہ اور کوئی شے۔ ان پر نظر کرکے جو نتیجہ نکالینگے اور جو بات پیش کرینگے وہ ظنی ہوگی۔ یہی ایک بات (پیشگوئی والی) یقینی ہے کہ جس کے ساتھ کوئی مقابلہ نہین کرسکتا۔

عرب صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ لیکھرام کو خود اپنے کسی جماعت کے آدمی کے ذریعے سے مروا ڈالا ہے۔ اس پر فرمایا کہ ہمارے ساتھ ہزارہا جماعت ہے اگر ان مین سے کسیکو کہون کہ تم جاکر مار آؤ تو یہ میری پیری اور بیعت کا سلسلہ کب چلسکتا یہ تو جب ہی چل سکتا کہ صفائی ہو اور پیرون کو معلوم ہو کہ پاک باطنی کی تعلیم دی جاتی ہے اور جب ہم خود ہی قتل کے منصوبے لوگون کو سمجھا دین تو یہ کاروبار کیسے چل سکتا ہے اب یہ اس قدر گروہ ہے انمین سے کوئی بولے کہ ہم نے کس کو کب کہا تھا کہ جاکر مار ڈالے۔ پھر عقل کے شیدائیون کی نسبت فرمایا کہ جس طور سے ہم سمجھتے ہین اور منہاج نبوة پر یہ سلسلہ چل رہا ہے اس کے بغیر سمجھ نہین آتا یہ لوگ خواہ دہریہ ہون یا نہ ہون مگر بے بہرہ ضرور ہین۔ پاک زندگی۔ استقامت۔ توکل۔ ان کو پورے طور پر نصیب نہین ہوتا۔ اور یہ دنیا دار ہوتے ہین۔

عرب صاحب نے سوال کیا کہ ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا تھا کہ شریعت اسلام مین پوتے کے واسطے کوئی حصہ وصیت مین نہین ہے اگر ایک شخص کا پوتا یتیم ہے تو جب وہ مرتا ہے تو اس کے دوسرے بیٹے حصہ لیتے ہین اور اگرچہ وہ بھی اس کے بیٹے کی اولاد ہے مگر وہ محروم رہتا ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ دادے کا اختیار ہے کہ وصیت کے وقت اپنے پوتے کو کچھ دیدے بلکہ جو چاہے دیدے اور باپ کے بعد بیٹے وارث قرار دئے گئے کہ تا ترتیب بھی قائم رہے اور اگر اس طرح نہ کہا جاتا تو پھر ترتیب ہرگز قائم نہ رہتی کیونکہ پھر لازم آتا ہے کہ پوتے کا بیٹا بھی وارث ہو اور پھر آگے اس کی اولاد ہو تو وہ وارث ہو اس صورت مین دادے کا کیا گناہ ہے۔ یہ خدا کا قانون ہے اور اس سے حرج نہین ہوا کرتا ورنہ اس طرح تو ہم سب آدم کی اولاد ہین اور جس قدر سلاطین ہین وہ بھی آدم کی اولاد ہین تو ہم کو چاہئے کہ سب کی سلطنتون سے حصہ بٹانے کی درخواست کرین۔ چونکہ بیٹے کی نسبت سے آگے پوتے مین جاکر کمزوری ہو جاتی ہے اور آخر ایک حد پر آکر تو برائے نام رہ جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو یہ علم تھا کہ اس طرح کمزوری نسل مین اور ناتہ مین ہو جاتی ہے اس لئے یہ قانون رکھا۔ ہان ایسے سلوک اور رحم کی خاطر خدا تعالےٰ نے ایک اور قانون رکھا ہے جیسے قرآن شریف مین ہے وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا پ۴ع۱۲۔ (یعنی جب ایسی تقسیم کیوقت بعض خویش واقارب موجود ہون اور یتیم اور مساکین تو ان کو کچھ دیا کرو) تو وہ پوتا جس کا باپ مرگیا ہے وہ یتیم ہونے کے لحاظ سے زیادہ مستحق اس رحم کا ہے اور یتیم مین اور لوگ بھی شامل ہین (جن کا کوئی حصہ مقرر نہین کیا گیا) خدا تعالیٰ نے کسی کا حق ضائع نہین کیا مگر جیسے جیسے رشتہ مین کمزوری بڑھتی جاتی ہے حق کم ہوتا جاتا ہے۔

پھر اس کے بعد مفتی محمد صادق صاحب انگلینڈ کی یونی ٹیرین سوسائیٹی کے ایک [illegible] کا مضمون سناتے رہے جس کا تعلق ہمارے عنوان اہل یورپ کی عیسویت کا نمونہ سے ہے وہ انشاء اللہ وہان درج ہوگا۔

مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۲ء بروز سہ شنبہ

فجر کی نماز حضرة اقدس نے باجماعت ادا کی اور نماز سے پیشتر یہ رویا سنائی۔

رویا

مین کسی اور جگہ ہون اور قادیان کی طرف آنا چاہتا ہون ایک دو آدمی ساتھ ہین۔ کسی نے کہا راستہ بند ہے ایک بڑا بحر ذخار چل رہا ہے مین نے دیکھا تو واقعی مین کوئی دریا نہین بلکہ ایک بڑا سمندر ہے اور پیچیدہ ہو ہو کر چل رہا ہے جیسے سانپ چلا کرتا ہے ہم واپس چلے آئے کہ ابھی راستہ نہین اور یہ راہ بڑا خوفناک ہے۔

ظہر نماز سے پیشتر حضرت اقدس نے مجلس کی اور فرمایا کہ چین مین اہل اسلام عربی زبان سے واقف ہین کہ نہین اور وہان عربی کتب روانہ کرنے کے متعلق حضرت اقدس ابو سعید عرب صاحب سے گفتگو کرتے رہے۔

پھر اشاعت کے متعلق حضرة اقدس نے فرمایا کہ صحابہ کرام نے کیا کیا کام کئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مومنون کی جانین خرید لین۔ اور اب اس وقت اللہ تعالےٰ نے بہت سی مشکلات کو دور کر دیا ہے پھر اس کے بعد ذکر فرمایا کہ رات کو الہام ہوا ہے۔

الہام

انه کریم تمشی امامك وعادی من عادی

یعنی وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلتا ہے جس نے تیری عداوت کی (گویا) اس کی عداوت کی۔

قرآنی ترتیب کا باریک سِر

فرمایا کل جو الہام ہوا تھا **یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ** یہ اوسی الہام کے آگے معلوم ہوتا ہے جہان ایک الہام کا قافیہ جب دوسرے الہام سے ملتا ہے۔ خواہ وہ الہامات ایک دوسرے سے دس دن کے فاصلہ سے ہون مگر مین سمجھتا ہون کہ ان دونون کا تعلق آپس مین ضرور ہے یہان بھی موسیٰ اور عادی کا قافیہ ملتا ہے اور پھر توریت مین اس قسم کا مضمون ہے کہ خدا نے موسیٰ کو کہا کہ تو چل مین تیرے آگے چلتا ہون

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ ۱۳ع

بعض لوگ جہالت سے اعتراض کرتے ہین کہ قرآن شریف مین ہے کہ ہر ایک قوم کی زبان مین الہام ہونا چاہئے جیسے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه مگر تم کو عربی مین ہی کیون ہوتے ہین تو ایک تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا سے پوچھو کہ کیون ہوتے ہین اور اس کا اصل سر یہ ہے کہ صرف تعلق جتلانے کی غرض سے عربی مین الہامات ہوتے ہین۔ کیونکہ ہم تابع ہین نبی کریم صلعم کے جو کہ عربی تھے ہمارا کاروبار سب ظلی ہے اور خدا کے لئے ہے۔ پھر اگر اوسی زبان مین الہام نہ ہو تو تعلق نہین رہتا۔ اس لئے خدا تعالےٰ عظمت دینے کے واسطے عربی زبان مین الہام کرتا ہے اور اپنے دین کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ جس بات کو ہم ذوق کہتے ہین اوسی پر وہ لوگ اعتراض کرتے ہین خدا تعالےٰ اصل متبوع کی زبان کو نہین چھوڑتا اور جس حال مین یہ سب کچھ اوسی (آنحضرة صلعم) کی خاطر ہے اور اسی کی تائید ہے تو پھر اس سے قطع تعلق کیون کر ہو۔ اور بعض وقت انگریزی اردو اور فارسی مین بھی الہام ہوئے ہین تاکہ خدا تعالیٰ

جتلادیو کہ وہ ہر ایک زبان سے واقف ہے اسیطرح ایک دفعہ رسول اللہ صلعم پر اعتراض ہوا تھا کہ کسی اور زبان مین الہام کیون نہین ہوتا تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے فارسی مین الہام کیا " این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم " آخر کار خدا کی رحمت ہی کاروبار کریگی اور یہ ویسی ہی بات ہے جیسی یہود نے کہا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان بنی اسرائیل مین سے ہونا چاہیے تھا اور جس قدر نبی آئے ہین سب کے بارہ مین اسی طرح شبہات پڑتے رہے ہین ۔ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہود کو کسقدر شبہات آئے ۔ پیغمبر خدا کے وقت مین بھی پڑے کہ بنی اسرائیل مین سے کیون نہ آیا یہ عادۃ اللہ ہے کہ کچھہ نہ کچھہ ضرور مخفی رکھا جاتا ہے کہ ایمان بالغیب کی حقیقت رہے ورنہ پھر ایمان پر ثواب کیا مرتب ہو۔

حکم کا کام آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ حکم ہوگا جس کے یہ معنے ہین کہ سچی بات پیش کریگا اور رطب و یابس کو اٹھا دیگا اور احادیث تو نخیرہ ظنون کا ہے یتبعہ ۔ وہابی سنی وغیرہ جو ۷۳ فرقہ اہل اسلام کے ہین سب احادیث ہی کو پیش کرتے ہین اور حکم کا کام ہے کہ وہ انکی تحقیق کرے ۔ اور جو سچی بات ہو اوسے قبول کرے ورنہ پھر ہر ایک فرقہ کا حق ہے کہ اسے مجبور کرے کہ میری مان اور اوسے کہا جا سکتا ہے کہ جب ایک کی پیش کردہ احادیث کو تم بلا اعتراض مان لیتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے فرقون کی حدیثون کو بھی ویسے ہی نہ مانا جاوے پھر اوس صورت مین وہ آنیوالا حکم کیا رہا حکم کا لفظ تبلا رہا ہے کہ ایسے وقتین کچھہ لیا جاتا ہے اور کچھہ چھوڑا جاتا ہے

مسح موزہ موزون پر مسح کا ذکر ہوا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ سوتی موزہ پر بھی مسح جائز ہے اور آپنے اپنے پائے مبارک کو دکھلایا جس مین سوتی موزہ تھی کہ مین اپنر مسح کر لیا کرتا ہون ۔

مہدی کا آنا ہمارے پیغمبر خدا نے جب کہ تیرہ سال تک تلوار نہ اٹھائی تو امام مہدی کو کیسے حق پہنچتا ہے کہ مسجالت مین ۱۳۰۰ سال سے لوگ دین سے ناواقف ہو گئے ہین آتے ہی ان پر تلوار اٹھا لیوے اور اوس سے اسے کیا فائدہ ہوگا ۔ اگر امام مہدی نے لڑائی کے لئے آنا تھا تو اللہ تعالیٰ اپنی سنت قدیمہ کے موافق پہلے مسلمانون کی قوم کو جنگ آزمائی سے آگاہ کر دیتا اور ان کی طبائع کا میلان جنگ کی طرف ہوتا اور ایسے اسباب ہوتے کہ مسلمان جنگ مین مشتاق ہوتے مگر اہل اسلام کی موجودہ حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو جنگ سے کوئی انس نہین اور جس قدر لوگ آج کل مہدی کے نام سے مدعی ہو کر یورپ کی اقوام سے جنگ کر چکے ہین ان تمام نے شکستین کہائی ہین ۔ ان تمام باتون اور اسباب سے مفہوم ہوتا ہے کہ ارادہ الہی جنگ کا ہرگز نہین ہے یقین رکھو کہ جسمانی تلوارون کے ساتھہ اون کا مقابلہ کوئی نہ کر سکیگا خود مسلم کی حدیث مین ہے کہ اوس زمانہ مین آخر دعاؤن کے ساتھہ مقابلہ ہوگا جن کو نہ یہ روک سکتے ہین اور نہ مقابلہ کر سکتے ہین اور یہی دعائین ہون گی کہ جن سے مخالفون کی حالت مین روحانی تبدیلی ہو جاوے گی ۔

یاجوج ماجوج کے ذکر پر فرمایا کہ اس کے لمبے کانون سے مراد جاسوسی کی مشق ہے ۔ جیسے اس زمانہ مین ہم دیکھتے ہین تار خبر کا سلسلہ اور اخبار وغیرہ سب اسی مین ہین ۔ موجودہ علامات سے عقلمند جانتا ہے کہ اگر خدا کا ارادہ جنگ کا ہوتا تو مسلمانون کو جنگ آزمائی کے سامان پیش آتے اور انمین قوت اور شوکت بڑھتی مگر اہل اسلام تو دن بدن تنزل پر ہین اور ان کی یہ حالت ہے کہ اگر ان کو سامان جنگ کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ یورپ کی سلطنتون سے منگواتے ہین اور خود نہیں طیار کر سکتے ۔ پھر اس کے بعد حضرت اقدس نماز گذار کر تشریف لے گئے ۔

مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء بروز چہارشنبہ

فجر ۔ ظہر ۔ عصر ۔ مغرب کی نمازین حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے اپنے وقت پر باجماعت ادا کین اور کوئی ذکر قابل ابلاغ ان اوقات مین نہین ہوا ۔

عشا عشا کی نماز کے قبل جب آپنے مجلس کی تو سید ابو سعید صاحب عرب نے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی کہ دعا **ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار** کے کیا معنے ہین اور اس سے کیا مراد ہے حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزون کا محتاج ہے ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس مین جو کچھہ مصائب شدائد ابتلا وغیرہ اسے پیش آتے ہین ان سے امن مین رہے ۔ دوسرے فسق و فجور اور روحانی بیماریان جو اسے خدا سے دور کرتی ہین ان سے نجات پاوے تو دنیا کا حسنہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحانی طور پر ہر ایک بلا اور گندی زندگی اور ذلت سے محفوظ رہے **خلق الانسان ضعیفا** ۔ ایک ناخن مین ہی درد ہو تو زندگی بیمزا ہو جاتی ہے میری زبان کے تلے ذرا ورم ہے اس سے سخت تکلیف ہے اسی طرح جب انسان کی زندگی خراب ہوتی ہے جیسے بازاری عورتون کا گروہ کہ ان کی زندگی کیسی ظلمت سے بھری ہوئی اور بہائم کی طرح ہے کہ خدا اور آخرۃ کی کوئی خبر نہیں تو دنیا کا حسنہ یہی ہے کہ خدا ہر ایک پہلو سے خواہ وہ دنیا کا ہو خواہ آخرۃ کا ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے اور **فی الآخرۃ حسنۃ** مین جو آخرۃ کا پہلو ہے وہ بھی دنیا کی حسنہ کا ثمرہ ہے اگر دنیا کا حسنہ انسان کو ملجاوے تو وہ فال نیک آخرت کے واسطے ہے ۔ یہ غلط ہے جو لوگ کہتے ہین کہ دنیا کا حسنہ کیا مانگنا ہے آخرۃ کی بھلائی ہی مانگو ۔ صحت جسمانی وغیرہ ایسے امور ہین جس سے انسان کو دنیا مین آرام ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے وہ آخرۃ کے لیئے کچھہ کر سکتا ہے اور اسی لئے دنیا کو آخرۃ کا مزرعہ کہتے ہین اور درحقیقت جسے خدا دنیا مین صحت ۔ عزت ۔ اولاد ۔ اور عافیت دیوے اور عمدہ عمدہ اعمال صالحہ اس کے ہون تو امید ہوتی ہے کہ اس کی آخرۃ بھی اچھی ہوگی ۔ کل یعمل علی شاکلہ

بات بہت عمدہ ہے کہ انسان نیکی اور پاکیزگی کی طرف جھک جاوے ۔ دنیا مین مختلف فطرتین ہوتی ہین جس حد تک ایک سعید پہنچ جاتا ہے اوس حد تک ہر ایک انسان نہین پہنچتا ۔ بعض کہوپریان ایسی ساخت کی ہوتی ہین کہ اوس کہوپری والے انسان سمجھ ہی نہین سکتے ۔ ایک نیک ہوتا ہے اور وہ بدون کی مجلس مین جا بیٹھے تو اسے کچھہ حظ نہین آتا ۔ اسیطرح ایک بد نیکون کی محفل سے کوئی حظ حاصل نہین کرتا ۔ گویا ایک سمندر حائل درمیان مین ہے کہ نہ ادہر کا آدمی ادھر اور ادھر کا ادھر آ سکتا ہے ایک ہماری جماعت ہے کہ جو کہین مان لیتی ہے اور ہر طرح طیار ہین اور خوب سمجھے ہوئے ہین اور ایک وہ ہین کہ جبتک ہمین دجال ۔ کافر ۔ وغیرہ نہ کہہ لین اور گالیان نہ دین لین ان کو صبر نہین آتا ۔ کیا ان کی آنکھین نہیں ۔ کہ کان نہین یا دماغ نہین سب کچھہ ہے مگر کل یعمل علی شاکلتہ پھر نماز ادا کر کے حضرۃ اقدس تشریف لے گئے

مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۲ء بروز پنجشنبہ

فجر اس وقت کی نماز حضرت اقدس نے باجماعت ادا کی ۔

ظہر اس وقت تشریف لا کر حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ رات کو الہام ہوا ہے ۔

(الہام)

انی صادق صادق وسیشہد اللہ لی

…تبھی میں صادق ہوں صادق ہوں عنقریب اللہ تعالی میری شہادت دیوے گا۔

خبر نہیں ہو کس امر کے متعلق ہے یہ مقدمہ جو اس وقت جہلم میں ہوا ہے یہ تو ایک چھوٹی سی اور شخصی بات ہے اصل مقدمہ ہمارا تو وہ ہے جو کروڑہا آدمیوں کے ساتھ ہے اور جو قیامت تک نفع پہنچانے والا ہے۔ پھر اس کے بعد حضرۃ اقدس نماز پڑھکر تشریف لے گئے۔

عصر اس وقت کی نماز حضرۃ اقدس نے باجماعت ادا کی

مغرب و عشاء حسب دستور مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد حضرۃ اقدس طعام تناول فرماکر تشریف لائے تو ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ سے بابو فخرالدین صاحب کہو کہیاٹ علاقہ میانی - بابو نبی بخش صاحب حافظ فضل احمد صاحب لاہور سے تشریف لائے ہوئے تھے سب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے نیاز حاصل کی۔

طاعون کا کچھ ذکر نو وارد احباب سے حضرت اقدس دریافت کرتے رہے۔ مصر کے اللوا کے اغراض پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عربی میں رسالہ تحریر فرمایا ہے اس کی فصاحت پر مولوی عبدالکریم اور مولوی نورالدین صاحبان کلام کرتے رہے کہ انشاء اللہ بہت ہی سعید روحیں عرب میں ہونگی جو اسے دیکھکر عاشق زار ہو جاوینگی حکیم صاحب بیان کرتے تھے کہ میں حیران ہو ہو جاتا تہا اور جی چاہتا کہ سجدہ کروں پہر حیران ہوتا کہ کونسے لفظ پر سجدہ کروں حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمارا مطلب یہی ہے کہ چونکہ ہر وقت موقع نہیں ہوتا اکثر کام اردو زبان میں ہوتا ہے اس لئے دو ہزار چہپوا لیا جاوے۔ جہاں کہیں عرب میں بھیجنے کی ضرورۃ ہوئی بھیجدیا۔ مخالفت میں بھی ہمارے لئے برکت ہوتی ہے اور جو لکھنا ہے ہماری خیر کے لئے لکھنا ہے ورنہ پہر تحریک کیسے ہو۔

لوگوں کے عیسائی ہونے کے ذکر پر فرمایا کہ اصل بات سچی یہی ہے کہ بجز ان لوگوں کے جن کی فطرۃ میں خدا نے سعادۃ دی ہے اور وہ احقاق حق چاہتے ہیں باقی کل اکل و شرب کے واسطے عیسائی ہوتے ہیں اور اسلام سے ان کو کوئی مناسبت نہیں رہتی۔ اسلام میں تقوے طہارت پاکیزگی صوم و صلوۃ وغیرہ سب بجالانا پڑتا ہے وہ لوگ اسے بجالا نہیں سکتے۔

حقیقت اسلام کی طرف نظر کی جاوے تو جن کی فطرۃ میں عیاشی بہری ہوئی ہو ان کو لیکر یعنی مسلمان کرکے ہم کیا کریں جہاں کہیں ان کے نفسانی اغراض پورے ہونگے وہ وہاں ہی رہیں گے۔ ان کو مذہب اسلام سے کیا کام - جب ان کے اغراض میں فرق آیا پھر وہاں سے چلے جاوینگے۔ ایسے لوگ بہت ہیں مگر ان کے لانے سے کیا فائدہ - اوس شخص کو لانا چاہئے جسے اول پہنچا نا جاوے کہ اس کے اندر اسلام کے قبول کرنے کا مادہ ہے - تزکیہ نفس اور تقوی اختیار کر سکے گا اور ذرا سے ابتلا سے گھبرا نہ جاویگا تو ایسا شخص اگر مشرف باسلام ہو تو اوس سے فائدہ ہوا کرتا ہے میری طبیعت بیزار ہوتی ہے خواہ کوئی ہندو میرے پاس آوے مگر دنیا کے گند سے بہرا ہوا ہو کہ جب ذکر کرتا ہے تو دنیا کا اور جو خیال ہے دنیا کا تو ایسے کو مسلمان کرکے کیا کیا جاویگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ایسا ہی تہا جو لوگ متقی نہ ہے آخر وہ کافر ہو گئے ہماری جماعت کو چاہیے کہ تقوی میں ترقی کرے۔

۶ / دسمبر ۱۹۰۲ء بروز جمعہ

فجر کی نماز حضرۃ اقدس نے باجماعت ادا کی۔

جمعہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مسجد اقصی میں ادا کیا بوجہ علالت طبع مولوی عبدالکریم صاحب شامل جمعہ نہو سکے حکیم نورالدین صاحب ان کے قائم مقام خطیب اور امام تھے۔

عصر اس وقت حضرۃ اقدس تشریف لائے تو احباب میں سے ایک نے خواجہ کمال الدین صاحب کی وساطت سے سوال کیا کہ دربار دہلی میں شامل ہونے کا بہت شوق ہے اگر اجازت ہو تو ہو آؤں میں تو دل کو بہت روکتا ہوں مگر پہر خیال یہی غالب رہتا ہے کہ ہو آوں - حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہو آویں کیا حرج ہے - ایک کتاب میں لکہا ہے کہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کو ایک دفعہ خیال آیا کہ سفر کو جانا چاہیئے پہر سوچا کہ کس واسطے جاؤں تو سمجھ میں نہ آیا کہ کس ارادہ اور نیت سے جانا چاہتے ہیں اس لئے پہر ارادہ ترک کیا حتی کہ سفر کا خیال غالب آیا اور آپ جب اسے مغلوب نکر سکے تو اس کو ایک تحریک الہی خیال کرکے نکل پڑے اور ایک طرف کو چلے آگے جاکر دیکھتے ہیں کہ ایک درخت کے نیچے ایک شخص بے دست و پا پڑا ہے۔ اس نے ان کو دیکھتے ہی کہا کہ اے جنید میں کتنی دیر سے تیرا منتظر ہوں - تو دیر لگا کر کیوں آیا - تب آپ نے کہا کہ اصل میں تیری ہی کشش تھی

دنیوی مجلسوں میں شمولیت کے وقت کیا نیت ہو

جو مجھے بار بار مجبور کرتی تھی - تو اسیطرح ہر ایک امر میں ایک کشش قضا و قدر کی مقدر ہوتی ہے وہ پوری نہ ہو تو آرام نہیں آتا آپ سفر کریں تو دین کی نیت سے کریں دنیا کی نیت سے جو سفر ہوتا ہے وہ گناہ ہوتا ہے اور انسان تب ہی درست ہوتا ہے کہ ہر ایک بات میں کچھ نہ کچھ اوس کا رجوع دین کا ہو وے ہر ایک مجلس میں اس نیت سے جاوے کہ کچھ پہلو دین کا حاصل ہو - حدیث شریف میں لکہا ہے کہ ایک شخص نے مکان بنایا پیغمبر خدا صلعم کی خدمت میں اس نے عرض کیا کہ آپ وہاں تشریف لے چلیں تو آپ کی قدموں سے برکت ہو - جب وہاں حضرت گئے تو آپ نے ایک دریچہ دیکہا پوچھا کہ یہ کیوں رکھا ہے اس نے عرض کی کہ ہوا ٹھنڈی آتی رہے - پہر آپ نے فرمایا کہ اگر تو یہ نیت کر لیتا کہ اذان کی آواز سنائی دے تو ہوا بھی ٹھنڈی آتی رہتی اور ثواب بھی ملتا پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ استخارہ کر لیویں۔ استخارہ اہل اسلام میں بجائے مہورت کے ہے چونکہ ہندو شرک وغیرہ کے مرتکب ہوکر شگن وغیرہ کرتے ہیں اس لئے اہل اسلام نے ان کو منع کرکے استخارہ رکھا اس کا طریق یہ ہے کہ انسان دو رکعت نماز نفل پڑھے اول رکعت میں سورہ قل یاایہا الکافرون پڑھوے اور دوسری میں قل ہو اللہ - التحیات میں یہ دعا کرے "یا الہی میں تیرے علم کے ذریعے سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت سے قدرت مانگتا ہوں کیونکہ تجھ ہی کو سب قدرت ہے مجھے کوئی قدرت نہیں اور تجھے سب علم ہے مجھے کوئی علم نہیں اور تو ہی چھپی باتوں کو جاننے والا ہے الہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر میرے حق میں بہتر ہے بلحاظ دین اور دنیا کے تو تو اسے میرے لئے مقدر کر دے اور اسے آسان کر دے اور اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر میرے لئے دین اور دنیا میں شر ہے تو مجکو اس سے باز رکھ"۔ اگر وہ امر اس کے لئے بہتر ہوگا تو خدا تعالی اس کے لئے اس کے دل کو کہول دے گا ورنہ طبیعت میں قبض ہو جائے گی۔

دل بھی عجیب شے ہے جیسے ہاتھوں پر انسان کا تصرف ہوتا ہے کہ جب چاہے حرکت دے - دل اس طرح اختیار میں نہیں ہوتا اس پر اللہ تعالی کا تصرف ہے ایک وقت میں ایک بات کی خواہش کرتا ہے پہر تہوڑی کے بعد اسے نہیں چاہتا یہ ہوائیں اندر سے ہی اللہ تعالی کی طرف سے چلتی ہیں - پھر نماز باجماعت ادا کرکے حضرت اقدس تشریف لے گئے۔

مغرب و عشاء

حسب دستور حضرت اقدس بعد ادائی نماز مغرب دولت سرا سے تشریف لائے ایک پنڈت صاحب صوفی مشرب کہیں سے آپکے دیدار کے واسطے تشریف لائے تھے حضرت اقدس نے خود ان سے پوچھا کہ آپ نے کون کون سی کتاب صوفیا کی دیکھی ہیں پنڈت صاحب نے جواب دیا کہ مثنوی مولانا روم تو میں نے پڑھی نہیں مگر سنی بہت ہے۔ اور مثنوی بو علی شاہ قلندر خود پڑھتا رہا ہوں اور کچھ سنسکرت کی کتب دیکھی ہیں پھر پنڈت صاحب نے عرض کی کہ میرا ایک سوال ہے کہ انسان کا اپنے من پر قابو پانا مشکل ہے کہ جس سے اس کو گناہوں سے نجات ہو۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔

کہ اصل بات یہی ہے کہ جسطرح طبیب کے پاس کوئی بیمار جاتا ہے تو وہ طبیب اس کا صحیح صحیح علاج نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کی بیماری کا سبب معلوم نہ ہو جب اس کا سبب ہی معلوم ہو جاوے تو پھر اوس مرض کا علاج ہو جاتا ہے۔ علاج کے لئے اول ضروری بات یہ ہے کہ مرض کی تشخیص کی جاوے جب یہ ہو جاوے تو پھر علاج کی بیراہ راست وہ عمدہ تجاویز سوچ سکتا ہے اسیطرح گناہ کی طرف انسان کو خیال ہوتا ہے اور وہ کیوں نہیں گناہ سے رکتا اس کا جواب یہ ہے کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ خود دنیا کے جو گناہ (یعنی سرکاری قانون کی خلاف ورزی) انسان کرتا ہے وہ اوسی وقت تک کرتا ہے کہ جس کے گناہ کا وہ مرتکب ہو رہا ہے اوسے وہ بے خبر پاتا ہے۔ ایک چور جو چوری کرتا ہے وہ اوسی وقت تک چوری میں کھلے دل سے مشغول رہتا ہے کہ جانتا ہے کہ مالک خانہ سوئے ہوئے ہیں اور جب کہ بے خبر ہو کہ جاگتے ہیں اور اس کے پکڑانے پر وہ مقدرت رکھتے ہیں تو پھر بھاگ جاتا ہے۔ تو گناہ کی جڑ یہی ہے کہ انسان جب خدا کا گناہ کرتا ہے تو اوسی وقت تک کرتا ہے جب تک اُسے یہ معرفت یا گیان نہیں ہوتا کہ خدا اُسے پکڑ سکتا ہے۔ سزا دے سکتا ہے۔ اور جب ہی تک گناہ کی جرأت بھی کرتا ہے اور جب اُسے پورے گیان سے معلوم ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پورے تصرف میں ہوں تو پھر گناہ نہیں کرتا۔ مثلاً ایک بکری ہو اور اس کے سامنے شیر کھڑا ہو تو اگر گھاس بھی اس کے پاس پڑی ہو۔ تو وہ منہ نہیں مار سکتی پس کامل گیان کی نشانی یہ ہے کہ گناہ تو درکنار حلال باتوں میں اس کا دل سرد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کا قہر۔ جلال بزرگی ایک صاعقہ کی طرح اُسے نظر آتی ہے۔

گناہ سے بچنے کے علاج کے دو مراتب ہیں ایک غلبہ خوف خدا اس کے واسطے خدا تعالیٰ کی ہستی بزرگی۔ شوکت قہر۔ اور قدرت پر یقین ہونا ضروری ہے اور اس سے کبائر گناہ دور ہوتے ہیں جیسے چوری۔ زنا۔ قتل وغیرہ۔ اور دوسرے وہ گناہ جن کو صغائر کہتے ہیں۔ جیسے خدا سے غفلت تو اس کے واسطے دوسرا علاج ہے۔ جب خوف کے ذریعہ سے انسان کبائر سے بچتا ہے تو پھر استیلائی محبت سے ایک اور عالم اس پر کھلتا ہے اس وقت اس کے صفات جمالیہ کے مطالعہ کے ساتھ اس کی رحمت علم اور احسان پر اطلاع پانے کے بعد ایک محبت پیدا ہوتی ہے اس سے صغائر گناہ جو کہ انسان کے رگ و ریشہ کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں دور ہوتے ہیں اور فطری طور پر بھی دو ہتھیار گناہ کے علاج کے ہیں۔ ایک خوف جو کہ گویا ایک طرح خدا کی پولیس ہے جس سے کبائر دور ہوتے ہیں اور دوسرے محبت جس سے صغائر کا علاج ہوتا ہے کہ جن کے ترک کرنے میں انسان مجبور ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ چاہتا ہے کہ ایک کام نکرے مگر پھر اوس سے ہوتا ہے انکے علاج کے واسطے نرا خوف غالب علاج نہیں ہوتا کیونکہ رگ و ریشہ میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے شیر کے ہوئے ہوئے اگرچہ بکری گھاس تو نہیں کھا سکتی مگر اس کے اندر جو کچھ خیال دل میں پیدا ہو رہے ہیں ان کو یہ خوف روک نہیں سکتا۔ اسی طرح ایک حاکم کے سامنے اگرچہ انسان کبائر گناہ سے بچ سکتا ہے مگر اندرونی خیالی گناہوں سے اس کی موجودگی اسے روک نہیں سکتی اگرچہ اعضاء سے وہ کوئی ایسی حرکت نہ کریگا جو اس کے غضب اور غصہ کا موجب ہو مگر دل میں وہ جو چاہے اس کی نسبت یا کسی غیر کی نسبت خیال کر سکتا ہے تو ایسے گناہوں کا بکلی تزکیہ خدا کی محبت ذاتی سے ہوتا ہے۔ ذاتی کی قید اس لئے ہے۔ جیسے کوئی کسی کو نوکر کرا دیوے یا قرضہ کسیکا ادا کر دیوے تو چونکہ ہر ایک شخص احسان کی وجہ سے اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اسلئے یہ دونوں بھی اس سے محبت کرینگے مگر اس کا نام ذاتی محبت نہیں ہے۔ ذاتی محبت جو کہ دوسری قسم ہے وہ محبت ہے جو کہ ماں کو بچہ کے ساتھ اور بچہ کو ماں کے ساتھ ہوتی ہے مثلاً ماں کو اگر ایک بادشاہ یا حاکم یا اس قسم کا پروانہ بھیجے کہ اگر تم اپنے بچہ کی پورے طور پر حفاظت نہ کروگی یا تمہاری غفلت سے اگر وہ مر جاوے گا تو ہم ہرگز ناراض نہ ہوں گے تو حاکم یا بادشاہ کی اس عنایت اور مہربانی سے وہ ماں ہرگز خوش نہ ہوگی بلکہ الٹا اس بادشاہ کو کوسیگی کہ وہ دیکھو ایسا حکم اس کے بچے کے حق میں نکالتا ہے اور اگرچہ ماں ضعیف العمر ہو اور وہ جانتی بھی ہو کہ اس کے جوان ہونے سے پیشتر میں مر جاؤنگی مگر وہ اس خیال سے اس سے محبت کرنا ہرگز نہ چھوڑے گی بلکہ فطرتی جوش سے اس سے محبت کرتی رہے گی تو اس کا نام ذاتی محبت ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ انسان کو اگر علم بھی ہو جاوے کہ اُسے خدا کے بہشت میں داخل نہ کیا جاوے گا بلکہ وہ دوزخ میں جاوے گا تب بھی وہ خدا کے ساتھ جو اس کی محبت ہے اس میں کبھی سست نہ ہوگا بلکہ دوزخ اور بہشت کا نام تک بھی اگر نہ ہو تو بھی اُسے کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ اس قسم کی ذاتی محبت میں ایک خاصہ ہوتا ہے کہ انسان میں نشوونما پاکر آگ کی طرح مشتعل ہوتا ہے اور تمام اندرونی غلاظتوں کو یہ محبت جلا دیتی ہے اور بقایا امراض جس کو وہ خود غلبہ خوف سے دور نہ کر سکا اس کو دور کرتی ہے۔

اس پر پنڈت صاحب نے کہا کہ خدا کو تو میں مانتا ہوں اور خوب مانتا ہوں۔ حضرۃ اقدس نے فرمایا

لیکن بات یہ ہے کہ میرے نزدیک خدا کا ماننا دو قسم پر ہے ایک ماننا تو وہ ہے کہ صرف قول سے ماننا ہے۔ اور دوسرا وہ کہ عملی شہادت سے ماننا ہے۔ یوں تو دنیا میں کروڑہا انسان ہیں جو کہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ وہ گناہ بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کو حاضر ناظر جانتے ہیں۔ تو حاضر ناظر جان کر وہ خاصہ ظہور میں کیوں نہیں آتا کہ انسان گناہ نہ کر سکے ایک ادنے چمار کو حاضر ناظر جانکر کوئی اُس کی شے نہیں اُٹھا سکتا۔ تو پھر خدا کو حاضر ناظر جانکر وہ کیسے اُس کے سامنے اس کی نافرمانی کر سکتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں حقیقی ایمان خدا پر نہیں ہے تو یہ پردے ہیں جو کہ درمیان میں حائل ہیں۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے مذاق کی پابندی سے خدا پر ایمان رکھتا ہے اور سب کا دعوی ہے مگر عمل اور حقیقت نہیں ہے پھر دوسری نظر سے دیکھا جاوے کہ ماننے پر جو امور مرتب ہوتے ہیں کیا وہ خدا کے ماننے پر ان سے مرتب ہوتے ہیں جیسے سنکھیا ہے کہ جب اسے جانتے ہیں کہ کھانے سے انسان مرجاتا ہے تو پھر اُسے جان بوجھ کر نہیں کھاتے تو کیا وجہ ہے کہ سنکھیا کو سنکھیا مان کر اُسے چھوڑتے ہیں اس کے کھانے کی مخالفت کرتی ہیں اس سے پرہیز کرتے ہیں لیکن خدا کو خدا مان کر پھر وہ نتائج کیوں نہیں مرتب ہوتے جو کہ ہونی چاہئیں معلوم ہوا......

پنڈت صاحب نے کہا کہ حضرت خدا پر ایمان تو پورا ہے
حضرت اقدس نے فرمایا کہ پورے ایمان کی مثال تو
ایسی ہے جیسے سورج نکلتا ہے تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اب
رات ہے پورا ایمان تو انسان کو وہ کر دیتا ہے اور اس
کے قویٰ اوس سے مسلوب ہو جاتی ہیں اور وہ محسوس
کرتا ہے کہ میں مر گیا ہوں - تو اب آپ اس کا علاج پوچھیں
کہ کیا ہے اور وہ کیسے حاصل ہوتا ہے کیونکہ ایمان تو ایک
روشنی ہے اس کے ہوتے گناہ کی ظلمت کیسے آوے پنڈت صاحب
نے دوبارہ اسی امر پر حضرت اقدس نے خندہ فرمایا اور کہا کہ یہی تو ہوکا ہر
کہ ایمان پورا ہے اگر ایمان پورا ہوتا تو پھر شکایت کس بات
کی رہتی -

پنڈت صاحب نے کہا کہ ہاں بیشک مجھ سمجھ آگیا کہ میں دھوکے
میں ہوں لیکن علاج اسکا کیا ہے -

حضرت اقدس نے فرمایا کہ کوئی مانے یا نہ مانے طبیب کے پاس
کوئی آتا ہے تو وہ وہی بات کہیگا جو اس کے نزدیک علاج
ہوگا خواہ کوئی مانے یا نہ مانے - اگر جونک لگانے کی ضرورت
ہے تو وہ جونک لگا دیگا اگر مسہل کی ضرورت ہو تو مسہل
بتلا دے گا غرضیکہ جو علاج اس کے نزدیک مناسب
ہوگا وہی کرے گا اگر خطرناک بیماری ہو تو طبیب کا فرض
ہے کہ اسے متنبہ کر دے کہ یہ خطرناک بیماری ہے تم فلان
فلان علاج کرنے سے اچھا ہو گے خطرہ میں ہو الغرض خدا ان
آنکھوں سے نظر نہیں آتا اس نے اپنی شناخت کے واسطے
خود ہی وسائل رکھے ہیں اگر وہ محسوسات ظاہری کی
طرح ہوتا تو یہی حواس کافی تھے مثلاً آنکھوں سے ہم دیکھ
دیکھ لیتے اور کانوں سے اس کی آواز سن لیتے یا ٹٹول
کے اسے چھو لیتے مگر ان حواس میں سے کوئی بھی قدم رکھنے
کے لائق نہیں ہے - دوسری راہوں پر چلکر بہت سے فلاسفر
حکیموں اور عقل والوں نے ٹکریں ماری ہیں مگر وہ سب
غلطیوں میں ہیں ان کے حالات منافقانہ ہیں تسلی اور
سکینت ان کو حاصل نہیں ہے وہ دوسرے کو کیا دکھائینگے
ہیں - جبکہ خود ظلمت میں پھنسے ہوئے ہیں اس راہ کے چراغ
انبیا ہیں سچائی تلاش کرے سچی ہدایت پر چلے تو
راہ ملتا ہے مگر اس میں بھی چند مشکلات پیش آتے ہیں کچھ
خیالات روک ہوتے ہیں - کچھ اور عوارضات (برادری قوم
خویش و اقارب) پیش آتے ہیں اگر مومن اول دیوانہ
نہ بنے تو مومن نہیں ہوتا - اس کے بعد
حضرت اقدس انگریزی کا ایک رسالہ سنتے رہے جو کہ آنجہانی
ملکہ قیصری کی تقریب پر گورنمنٹ ہند کی خدمت میں
پیش کرنا ہے اور پھر نماز پڑھکر تشریف لے
گئے +

کشتی نوح منظوم

احمدیہ احباب پر یہ امر تو واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود نے جو تعلیم
اپنے خدام کے عملدرآمد کیواسطے کتاب کشتی نوح میں درج
فرمائی ہے اس کا ازبر یاد کرنا کس قدر ضروری ہے اور احمدیہ
ذریت پر اس کا ایک عجیب اور نمایاں اثر اس وقت پڑیگا
جبکہ صغر سنی میں یہ تعلیم انکو یاد کرا دی جاوے کیونکہ صغر
سنی میں جو بات یاد کرائی جاتی ہے وہ عمر دراز تک نہیں
بھولتی اس ضرورت کو مد نظر رکھکر میں نے اپنے مکرم اور
مہربان منشی محمد نواب خانصاحب سے درخواست کی تھی کہ وہ اس
تعلیم کو نظم کر دیں کہ احمدیہ بچے اسے زبانی یاد کر سکیں منشی
صاحب موصوف نے بڑے لطف و عنایت سے میری
درخواست کو منظور فرمایا کشتی نوح کی تعلیم کو نظم کرنا شروع کر دیا ہے
جس کا حصہ یہ ہے ناظرین ہے اور جیسے جیسے نظم ہوتا جاویگا وہ البدر
کے ذریعہ احباب تک پہنچتا رہیگا - ذیل میں تمہید ہے نظم کا ثاقب صاحب
نے اس کا نام ہدیہ ثاقب قرار دیا ہے یہ اصل نظم کا ابتدائی
دیباچہ ہے - اصل نظم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے نمبر سے شروع ہوگا

ہدیہ ثاقب

بزرگان ملت سلام علیکم | سلام علیکم و تلطفی لدیکم
جہاں میں گناہوں سے اٹھا جو طوفان | ہوا غیب سے ایک کشتی کا سامان
وہ طوفان کیا تھا عذاب خدا تھا | وہ طاعون تھا اور عقاب خدا تھا
تنور زمین جوش سے تھا ابلتا | وہ پھرتا تھا پانی زمیں پر اچھلتا
کہ اتنے میں اک ناخدائی ندا دی | کہ آؤ خدا نے یہ کشتی بنا دی
وہ نوح نبی بن کے آیا خدا سے | سلامت کا مژدہ وہ لایا خدا سے
بروز محمد مثیل مسیحا | مقدر تھا جس پر شکست چلیپا
وہ احمد جو احمد کا پیغام لائے | ہم اسپر ہیں ایمان و اسلام لائے
محمد سے ان کو محبت ہے ایسی | کہ باہم ہیں ہمرنگ وحدت ہے ایسی
خلاف اس کے جس جس نے کہو دیے ہیں | سنے پھر جواب اس سے دندان شکن ہیں
اتنا وہ جو ہے خدا قادیان سے | زمیں سے [illegible]
سعیدوں کو کشتی پہ بٹھلا کے چھوڑا | کنارہ سلامت پہ پہنچا کے چھوڑا
تھی وہ کشتی نوح تعلیم احمد | رہوں مان باپ میرے فدائے محمد
جو دی اس مسیحا نے تعلیم ہم کو | ہر جان اور دل سے وہ تسلیم ہم کو
یہی دل میں آئی اسے نظم کر دون
یہ سلک گہر ہدیہ بزم اکر دون
پڑھا ہو گا چہ ثاقب کی منظوم ہے یہ
یہ تعلیم احمد کا مفہوم ہے یہ

بیعت کا کالم

نمبر شمار	نام بیعت کنندہ	مقام	ڈاکخانہ	علاقہ
۱	حافظ محمد بخش صاحب	جلال آئین		ملتان
۲	محمد رمضان صاحب	محلہ کوز گران	ڈیرہ اسمٰعیلخان	
۳	علی بخش الٰہی بخش صاحب	تلونڈی کھجوراں		گوجرانوالہ
۴	امیر الدین صاحب ٹھیکہ دار		گجرات	
۵	رمضان خانصاحب زمینداران	بن باجوہ		پسرور
۶	ننھے خانصاحب	دربار والی	۴۲ نومبر	
۷	بوٹے خان بٹووازی	سالم		بھیرہ
۸	مراد بخش صاحب	احمد آباد	پنڈدادنخان	
۹	اہل و عیال مولا داد نمبردار	بیدادپور	مریدکے	لاہور
۱۰	منشی غلام غوث صاحب مدرس	بدوملہی		رعیہ
۱۱	عنایت اللہ صاحب		لاہور	لاہور
۱۲	کرم اللہ صاحب طالب العلم اسلامیہ سکول			امرتسر
۱۳	محمد شمس الدین صاحب باغ سخن میرٹھ			
۱۴	سید ابراہیم حسین صاحب تلجاپور		عثمان آباد	گلبرگہ
۱۵	عبد الرحمن صاحب ملازم پولیس	اننت ناگ	اسلام آباد	کشمیر
۱۶	محمد عبد اللہ خان	اسلامیہ سکول	بورڈنگ	راولپنڈی
۱۷	نور محمد طالب علم			ڈیرہ غازیخان
۱۸	الٰہی بخش صاحب مستری	بہکر سٹیشن		سندھ ساگر ریلوے
۱۹	مولوی غلام محی الدین صاحب			
۲۰	محبوب عالم صاحب			
۲۱	عبد العزیز صاحب			
۲۲	غلام نبی صاحب			
۲۳	عبد القادر صاحب			
۲۴	جنن دین صاحب			
۲۵	رحیم بخش صاحب			
۲۶	امام بخش صاحب			
۲۷	جلال الدین صاحب			
۲۸	مسماۃ فاطمہ صاحبہ			
۲۹	والدہ مسماۃ فاطمہ صاحبہ			
۳۰	مسماۃ زینب صاحبہ			
۳۱	مسماۃ بیگم صاحبہ			
۳۲	مسماۃ جنتے صاحبہ			

(نمبر ۱۹ تا ۳۲) معرفت محمد یٰسین صاحب احمدی - گنجوی - موضع گنج متصل شتر خانہ چھاؤنی میان میر

حضرت مسیح موعود ع کی طرف سے اشتہار ہے کہ ہر ایک بیعت کنندہ پر فرض ہے
کہ ماہواری یا سہ ماہی حسب توفیق لنگر خانے کا چندہ روانہ کرتے رہیں ورنہ ہر ۳ ماہ کے انتظار کے بعد اس کا نام بیعت سے خارج ہوگا +

مطبع الصدیق قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ فیض علی صابر احمدی چھپکر شائع ہوا